خرم مرادؒ کی وصیت

دوسری اور آخری قسط

تسلسل کے لیے پہلی قسط' مارچ ۹۷ کے شمارے میں ملاحظہ فرمایئے۔ (مدیر)

۱۱۔ یاد رکھو کہ ہر نعمت اسی سے ملی ہے۔ حمد اور شکر اسی کے لیے ہے۔ وَمَا بِكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ اگر تم نے حمد و شکر کے معنی جان لیے' ہر نعمت کو اس کی دین اور عطا جان لیا' اور ہر نعمت پر اس کا شکر ادا کرنا سیکھ گئے' تو سمجھ لو تم نے ایمان کی حقیقت پالی۔ یہ حمد و شکر میزان کو بھر دیں گے۔ دنیا کی ذرہ برابر نعمت ملے' ایک لقمہ یا ایک گھونٹ۔ ذرا سے' ضرر اور نقصان سے بچ جاؤ' ذرہ برابر نیکی کی توفیق ملے' الحمدللہ کہنے ہی کی توفیق ملے --- تو ان میں سے ہر چیز پر شکر واجب ہے' ہر چیز پر شکر کرو۔ تمھاری صبح حمد کے ترانہ سے شروع ہو' دن بھر یہی نغمہ زندگی کے تاروں سے نکلتا رہے' رات بھی حمد پر ختم ہو۔ تم اندازہ نہیں کر سکتے زندگی کتنے اطمینان و سکون اور کتنی خوشی و مسرت سے بھر جائے گی' اور اللہ کی نظروں میں یہ زندگی کتنی محبوب ٹھہرے گی' اِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ (الزمر ۳۹:۷۔ اگر تم شکر کرو تو اسے وہ تمھارے لیے پسند کرتا ہے)۔ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ (النساء ۴:۱۴۷۔ آخر اللہ کو کیا پڑی ہے کہ تمھیں خواہ مخواہ سزا دے۔ اگر تم شکر گزار بندے بنے رہو اور ایمان کی روش پر چلو)۔ شکر و حمد کرو یہاں تک کہ اللہ راضی ہو جائے۔ وہ راضی ہو جائے' تو یہ ایسی لازوال نعمت ہے کہ جتنا شکر کرو' کم ہے۔ لَكَ الْحَمْدُ حَتّٰى تَرْضٰى' وَلَكَ الْحَمْدُ اِذَا رَضِيْتَ۔

۱۲۔ اور یاد رکھو کہ اس سے ملاقات ہونی ہے۔ کسی وقت بھی بلاوا آ سکتا ہے۔ بس ساری زندگی اسی ملاقات کے لیے تیاری کا نام ہے: وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ۔ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ' جتنا اس ملاقات کے دن کو یاد رکھو گے' اتنا اس ملاقات کی تیاری کے لیے قوت پیدا ہو گی' جتنا اس کی تیاری کرو گے' اتنی ہمیشہ کی ابدی کامیابی تمھارا مقدر بنے گی۔

۱۳۔ اللہ کو یاد کرنے کے غیر متعین طریقے ان گنت ہیں۔ دل میں اللہ اللہ کرنا' اس کی صفات کا

تصور کرنا' یہ یاد کرنا کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ جس جس طرح اور جتنا ممکن ہو' دھیان اس کی طرف رکھنا' اور اسے دھیان میں رکھنا۔

۱۴۔ اللہ کی یاد کے لیے وہ معین کلمات' اذکار' دعائیں جن کی تعلیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے' جتنا زیادہ یاد کر سکو---- عربی میں نہ ہو تو اردو کے معانی ہی---- اتنا یاد رکھنا اور ان کے پڑھنے کا اہتمام کرنا۔ خاص طور پر دعا مانگنے کا ذوق' شوق اور سلیقہ جتنا سیکھ سکو۔ خصوصاً آخر شب میں۔ جب اور جتنی اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ چند لمحات کے لیے بھی ہو' تو اس کے سامنے رونا اور گڑگڑانا' ہاتھ پھیلا دینا' آہ و زاری کرنا۔ ان اذکار کا ایک معین نصاب بھی بنا لینا۔ میرا نصاب تو تمہیں معلوم ہی ہے۔ قرب الٰہی میں دیا ہوا ہے۔

۱۵۔ قرآن تو ہے ہی ذکر' اور نور' اور رحمت' اور ہدایت' اور شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ۔ جتنا شوق اور شغف قرآن سے پیدا کر سکتے ہو' ضرور کرو۔ جتنا وقت قرآن کی صحبت میں گزار سکو' ضرور گزارنا۔ مصحف نہ کھول سکو' تو اس کا کچھ حصہ دل کے مصحف سے پڑھنے کو معمول بنانا۔ اس میں قرآن بھی ہے' حمد و تسبیح و تکبیر بھی' تہلیل و تفویض بھی' دعا بھی' اسمائے حسنٰی کا ورد بھی' ملاقات کی یاد بھی' ذکر قلبی و لسانی بھی' ذکر بالجوارح بھی۔

۱۶۔ تمام اذکار کا جامع نصاب نماز ہے۔ نماز سے ہرگز غفلت نہ کرنا۔ اور ہر نماز' اپنی حد تک' خشوع اور ذکر الٰہی سے لبریز ادا کرنے کی کوشش کرنا۔ نماز کا مقصد ہی یہ ہے' اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔ خشوع کی کوشش کرنا کچھ مشکل نہیں۔ کسی چیز پر توجہ رکھو۔ اپنے اوپر کہ مجھے اللہ دیکھ رہا ہے۔ اللہ پر' اس کی صفات پر' خانہ کعبہ پر' زبان سے نکلنے والے الفاظ پر' اس پر کہ یہ میری آخری نماز ہے۔

۱۷۔ جماعت کے التزام کا بھی پورا اہتمام کرنا۔ نماز باجماعت' بغیر جماعت کی نماز سے ۲۷ درجے افضل ہے۔ اور عشا کی نماز جماعت سے پڑھنے والا ایسا ہے جیسے اس نے آدھی رات قیام کیا' اور فجر کی پڑھنے والا ایسا ہے جیسے اس نے آدھی رات قیام کیا۔ بہت سے شارحین کے نزدیک قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَھْجَعُوْنَ کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے جو عشا کی نماز جماعت سے پڑھ کر سوئیں۔ اللہ نے تو ہم جیسے خطاکاروں کے لئے قیام لیل کے ثواب کا راستہ اتنا آسان کر دیا ہے! پھر کتنی بدنصیبی ہوگی اگر تم اس کے

بعد بھی اس ثواب سے محروم رہو۔

۱۸۔ صبر اور صلوٰۃ کے ذریعے اللہ سے مدد مانگتے رہو۔ اس نے چاہا تو ہر کام آسان ہو جائے گا' ہر کام میں کامیاب و بامراد رہو گے۔ صبر کے بارے میں وصیت پہلے کر چکا ہوں۔ اس کے حصول کا نسخہ بھی اللہ کی یاد اور نماز ہے۔ جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے صبر کی تاکید ہے' معاً ہی' ذکر' تسبیح' حمد اور نماز کی تاکید بھی کی ہے۔ ان دونوں کو جمع کر کے رکھو گے' دل' طبیعت' کام' زندگی سب سے جمعیت خاطر نصیب ہو گی۔

۱۹۔ اللہ کی بندگی' اللہ کے بندوں کے ساتھ تعلقات میں' یہ اللہ کو سب سے بڑھ کر محبوب و مطلوب ہے۔ ان تعلقات میں' اپنے اخلاق و معاملات میں اللہ کی مرضی کے مطابق رہنا اور کرنا--- سب سے بڑھ کر اس پر نگاہ رکھنا' اور اس کے حصول کی کوشش ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ جو کچھ اللہ نے دیا ہے' وہ اس کی خاطر' اس کی محبت کی خاطر' اس کے بندوں پر خرچ کرو۔ مال بھی اور وقت بھی' توجہ بھی اور جذبات و احساسات بھی' تنگ دلی بھی اور غصہ بھی' اپنی آن بان کو بھی اور اپنی انا کو بھی' وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ۔ دیکھو اس کا نماز سے اتنا گہرا تعلق ہے کہ جہاں اس نے اقامت صلوٰۃ کی وصیت کی ہے وہاں انفاق اور ایتائے زکوٰۃ کی بھی کی ہے' جہاں قیام لیل اور آہ سحرگاہی کی تاکید کی ہے وہاں مال و رزق لٹانے کی بھی' جہاں عفو و درگزر کی مدح کی ہے وہاں تنگی و فراخی میں دینے کی بھی۔ ایمان کے ساتھ اعطا اور اطعام مساکین کو جوڑ دیا ہے: فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ۔ (اللیل ۹۲: ۵-۶۔ تو جس نے (راہ خدا میں) مال دیا اور (خدا کی نافرمانی سے) پرہیز کیا' اور بھلائی کو سچ مانا)۔ وَالْمُنْفِقِينَ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ (آل عمران ۳: ۱۷۔ اور فیاض ہیں اور رات کی آخری گھڑیوں میں اللہ سے مغفرت کی دعائیں مانگا کرتے ہیں)۔ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ۔ (آل عمران ۳: ۱۳۴۔ جو ہر حال میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں خواہ بدحال ہوں یا خوش حال' جو غصے کو پی جاتے ہیں اور دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں)۔ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ (السجدہ ۳۲: ۱۶۔ ان کی پیٹھیں بستروں سے الگ رہتی ہیں' اپنے رب کو خوف اور طمع کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ رزق ہم نے انھیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں)۔

بس ان آیات کو اپنے دل پر نقش کر لینا' نگاہوں کے سامنے رکھنا' اور انھی کے مطابق اپنا عمل' اپنا لین دین' اپنا برتاؤ اور اپنا کردار بنانا۔ یہ تمھارے لیے کفایت کریں گی۔ لیکن اس تعلیم کے بعض اہم مضمرات اپنے سامنے خاص طور پر رکھنا۔

۲۰۔ کسی مخلوق کو، خاص طور پر کسی انسان کو، اس سے زیادہ کسی مسلمان کو، اپنے کسی قول یا عمل سے ایذا نہ پہنچانا۔ جس طرح اللہ کے لیے ہر کام کرنا، سارے دین کا خلاصہ ہے، اسی طرح ایذا نہ پہنچانا، سارے احکام الٰہی کا ماحاصل ہے۔ تم جس حکم شرعی پر غور کرو، اس میں یہ اصول کسی نہ کسی صورت میں پایا جاتا ہے۔ حدود ہوں، نکاح و طلاق کے احکام ہوں، لین دین کے ہوں، معاشرت کے ہوں۔ اتنی چھوٹی چھوٹی چیزوں تک میں یہی ہدایت دی گئی ہے کہ کسی مسلمان کی کوئی چیز مذاق میں بھی نہ چھپاؤ، اس کی طرف کسی ہتھیار سے اشارا بھی نہ کرو، وہ اٹھ کر جائے تو اس کی جگہ نہ بیٹھو، اس کے سر کو پھلانگتے ہوئے آگے نہ جاؤ، گھر میں نہ جھانکو، تجسس نہ کرو، اس کا خط بغیر اجازت نہ پڑھو، نہ شائع کرو۔ رات کو اٹھو تو اس طرح کہ کسی کی نیند میں خلل نہ پڑے --- غرض میں کہاں تک گنواؤں۔ بس اس کو ایک ترازو اور چراغ بنالو کہ کسی کو اپنے کسی قول یا عمل سے ایذا نہیں پہنچانا۔ دوسروں کے ساتھ جو معاملہ پیش آئے، اسی کی روشنی میں اپنا عمل رکھو، اسی کی میزان میں تولو۔ خصوصاً جو بات تم کہتے ہو، جو لفظ تم بولتے ہو، ان میں تو بہت بے احتیاطی ہوتی ہے۔ ایسی ہر بات کہنے سے بھی اجتناب کرو اور ایسے عمل سے بھی۔ الا یہ کہ شریعت کے ہی کسی اہم اصول پر عمل کرتے ہوئے کسی کو ایذا پہنچ جائے اور اس سے مفر کی کوئی صورت نہ ہو۔ پھر بھی استغفار ضرور کرنا۔

۲۱۔ اس کا دائرہ مسلمان تک محدود نہیں، مسلمان بھائی کے لیے صرف خصوصی تاکید ہے۔ اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰہِ، ساری مخلوق اللہ کا خاندان ہے، اور جو ان کے حق میں جتنا اچھا ہو، اتنا ہی اللہ کو زیادہ محبوب ہے۔ یہاں تک کہ اس مخلوق میں جانور بھی شامل ہیں۔ اونٹ کو بھوکا رکھنا، اس پر برداشت سے زیادہ بوجھ ڈالنا، اس کو آرام نہ دینا، ایک جانور کے سامنے دوسرے جانور کو ذبح کرنا، کند چھری سے کرنا، چڑیا سے اس کے بچے چھین لینا، چیونٹیوں کو آگ میں جلانا--- ان سب چیزوں سے منع کیا گیا ہے۔ جب جانوروں کا یہ معاملہ ہے تو گناہ گار مسلمان ہوں یا غیر مسلم، ان کے کیا حقوق ہیں، تم خود سوچ سکتے ہو۔

۲۲۔ ایذا سے کسی کی جان، مال یا عزت کو نقصان پہنچتا ہو تو پھر یہ بالکل حرام ہے۔ اسی طرح حرام ہے جس طرح سور، شراب یا سود حرام ہے۔ روزہ میں کھانے پینے سے رک جانے کا حکم ہے، تو معاً مال کو باطل طریقے سے کھانا ہر حالت میں حرام کیا گیا ہے۔ کھانے پینے کی چار چیزوں کی حرمت بیان ہوئی ہے تو معاً احکام الٰہی کے کتمان (اور خلاف ورزی، کتمان کی زیادہ بری شکل ہے) کو پیٹ میں آگ بھرنے کے مترادف

قرار دیا گیا ہے۔ حرام اشیاے طعام کے کھانے کے لیے تو اضطرار کی گنجایش ہے' کتمان میں کوئی اضطرار نہیں۔ ناجائز مال کھانے میں' غیبت میں' تہمت میں' سب و شتم میں' اضطرار کے عذر کی کوئی گنجایش نہیں۔ اس کی سزا صرف آگ ہی نہیں' بلکہ اس سے شدید یہ ہے کہ اللہ ان سے نہ بات کرے گا' نہ ان کا تزکیہ کرے گا۔

یہ حقوق کا معاملہ ہے۔ اس سے معافی نہیں' الا یہ کہ جس کی حق تلفی ہوئی' وہی معاف کرے یا اللہ اس سے معافی دلوانے کی سبیل پیدا کرے۔ بس اپنے آپ کو بچاؤ' اپنے آپ کو بچاؤ اور کچھ ہو جائے تو یہیں معاف کرا لو۔ ورنہ قیامت کے دن مفلس اور کنگال رہ جاؤ گے۔

۲۳۔ سب سے بڑھ کر اپنی زبان کی حفاظت کرو۔ بس زبان کے ذریعے سر کے بل جہنم میں گرنے سے بچنے کی تو میں نے ایک ہی راہ پائی ہے۔ وہ یہ کہ دوسروں کے بارے میں اپنی زبان بند رکھو' الا یہ کہ کوئی بھلی بات کہہ رہے ہو۔ ان کی پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو' سامنے کوئی الزام نہ رکھو جو ثابت نہ کر سکو' برا بھلا نہ کہو۔ کہیں برائی ہو رہی ہو' اور فوراً اٹھنے یا روکنے پر قادر نہ ہو' تو فوراً استغفار شروع کر دو۔ اپنے جواز کے لیے کوئی تاویل نہ کرو۔ دوسروں میں میاں بیوی بھی شامل ہیں' والدین اور اولاد بھی' ساس سسر اور بہو داماد بھی' بھائی بہن بھی' نوکر ملازم بھی' پڑوسی بھی' گھر کے پڑوسی بھی اور چند لمحات کے لیے صَاحِبِ بِالْجَنْبِ پڑوسی بھی' سفر میں ہمراہ مسافر بھی۔ اس سے رشتہ ہونے کی وجہ سے گناہ کا جواز نہیں پیدا ہوتا' وہ اور سخت ہو جاتا ہے۔ بس ہر انسان کے بارے میں اپنی زبان بند رکھو' الا یہ کہ بھلی بات کہو۔ میری سمجھ میں اس کے علاوہ نجات کی کوئی صورت نہیں۔

۲۴۔ حق تلفی سے آگے بڑھ کر حقوق کی ادائیگی کی فکر کرو۔ ایذا سے بچانے سے بڑھ کر' جو حسن سلوک کر سکو' جو خدمت کر سکو' جو حاجت روائی کر سکو' وہ کرو۔ چھوٹی چھوٹی نیکیوں کا جو اجر ہے' تمھیں اس کا اندازہ نہیں۔ کسی کو سواری (کار' بس' ہوائی جہاز) پر سوار ہونے میں مدد دینا' راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینا' کسی کے ڈول میں پانی ڈال دینا' کسی کو استعمال کی چیز عاریتاً دے دینا' کسی کو دیکھ کر مسکرا دینا' اس کو اکرام سے بٹھا دینا' مسلمان کی حاجت روائی کے لیے نکلنا' مسجد نبویؐ میں اعتکاف سے زیادہ افضل ہے۔ جب تک تم اللہ کے کسی بندے کی حاجت روائی یا اس کی مدد کرنے میں لگے رہو گے' اللہ تمھاری حاجت روائی اور امداد میں لگا رہے گا۔ تم دنیا میں کسی کی تکلیف دور کرو گے' اللہ قیامت کے دن تمھاری تکلیف دور کرے گا۔ تم کسی کی ستر پوشی کرو گے' اللہ قیامت کے دن تمھاری ستر پوشی کرے گا۔ بھوکے کو کھانا کھلاؤ

گے' بیمار کی خبر گیری کرو گے' اس کے پاس اللہ کو پاؤ گے۔

۲۵۔ جو برائیاں عام ہیں' ان سے بچنے کی میں تمھیں خاص طور پر تاکید کرتا ہوں۔ کسی کی عیب جوئی نہ کرنا' اپنے عیوب پر نگاہ رکھنا۔ تجسس حرام ہے' اس حرام میں کبھی نہ پڑنا۔ کسی کے عیوب و گناہ علم میں آ جائیں تو ان پر پردہ ڈال دینا۔ پیٹھ پیچھے بیان کرنے کا کیا سوال' سامنے بیان کر کے بھی کسی کو عار نہ دلانا' شرمندہ نہ کرنا۔ تمھیں اس سے کچھ حاصل نہ ہو گا' دوسرے کا دل دکھے گا۔ کسی پر ثبوت کے بغیر کوئی الزام نہ لگانا۔ تہمت اور بہتان بھی حرام ہیں۔ تہمت و بہتان اور غیبت کو ایک ساتھ بھی جمع نہ کرنا۔

۲۶۔ ان احکام کے مطابق کردار بنانے کے لیے تمھیں اپنے دل کو چند برائیوں سے پاک کرنا ہو گا' جو امہات الخبائث ہیں۔ پہلی چیز کبر ہے' اپنے کو "کچھ" سمجھنا ہے' دوسروں کو حقیر سمجھنا ہے۔ تواضع اختیار کرو۔ جب تک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمھیں بری نہ کر دے' قبول نہ کر لے' اس وقت تک تم اپنے بارے میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتے۔ اگر اس نے تمھیں رد کر دیا' تو تم سے زیادہ ذلیل و رسوا کون ہو گا۔ اس لیے آج دنیا کے قید خانے میں خود کو دوسرے مجرموں سے برتر خیال کرنے سے بڑی حماقت کیا ہو سکتی ہے' جب تک مالک یوم الدین کا فیصلہ صادر نہ ہو جائے۔ ہر مسلمان کو' اپنے سے بہتر سمجھو۔ دوسروں کی خوبیوں پر نظر رکھو' عیوب پر نہیں۔ بھلائیوں کا تذکرہ کرو' برائیوں کا نہیں۔ کشف عیوب اور تحقیر نفس اپنی بھی نہ کرو' لیکن اللہ کے سامنے ایک ذلیل و رسوا غلام کی طرح رہو' اٹھو بیٹھو' چلو پھرو اور کلام کرو۔ گدھے کی طرح آواز بلند نہ کرو۔ اکڑفوں نہ دکھاؤ۔ اس جسم پر کیا اکڑفوں جسے پیپ اور کیڑوں کی غذا بن جانا ہے۔

۲۷۔ تنگ دلی' شح نفس سے اپنے دل کو پاک کرو۔ جتنی تواضع اختیار کرو گے' جتنا یہ یقین کرو گے کہ ہر چیز اللہ کی ملک ہے' آج دے دی تو کل اَعْظَمَ اَجْرًا کے ساتھ مل جائے گی' آج روک لی تو کل آفت جان بن جائے گی' اتنا ہی دل کو وسیع کرنا آسان ہو گا۔ جتنا دل میں اللہ کی کبریائی سمائے گی' دل فراخ سے فراخ تر ہوتا جائے گا' جتنی اس میں اپنی بڑائی' اپنی حیثیت' اپنی آن' اپنی عزت و ذلت' اپنے حقوق کی عدم ادائیگی کا احساس سمائے گا' اتنا ہی تمھارا دل بھینچتا اور سکڑتا چلا جائے گا۔ آج مال دے دو' معافی دے دو' غصہ روک لو' اپنی آن کی ہٹ قربان کر دو' دنیا کی محبوبیت نکال دو' اللہ تعالیٰ تمھارا دل اتنا وسیع کر دے گا' تمھارا سلوک اتنا نرم اور فراخ کر دے گا' کہ کل تم اس جنت میں داخلے کے مستحق ٹھہرو گے جس کی وسعت میں زمین و آسمان سما جائیں۔

۲۸۔ دل کی نرمی اور گداز، محبت کی گرمی اور سوز، رحمت کی ٹھنڈک اور گیرائی ــــــ یہ خیر کثیر ہیں۔ دل میں نرمی ہو گی تو گفتگو میں نرمی ہو گی، الفاظ میں نرمی ہو گی، لہجے میں نرمی ہو گی، لین دین میں نرمی ہو گی۔ اِیَّاکُمْ وَالرِّفْقِ۔ مَنْ یُّحْرِمُ الرِّفْقَ یُحْرِمُ الْخَیْرَ کُلَّہٗ۔

محبت تو فاتح عالم ہے۔ جو چیز نرمی سے حاصل ہو گی وہ سختی سے نہ ہو گی، جو کچھ محبت سے حاصل ہو گا وہ نفرت اور دشمنی سے نہیں۔ اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ میں تکمیل ایمان ہے۔ حضورؐ رحمت اللعالمین تھے اور ہیں، مومنین کے لیے رؤف و رحیم ہیں۔ کرخت آواز میں بات کر کے، لین دین میں سختی کر کے، نتھنے پھلا کے، تمھیں کچھ نصیب نہ ہو گا۔ نرمی اور محبت اور رحمت سے دل کو اطمینان اور شیرینی، دنیا میں بالعموم سہولت اور آسانی، اور آخرت میں اللہ کی جنت یقینی ہے۔

۲۹۔ گناہ گاروں سے نفرت نہ کرنا، گناہوں سے کرنا۔ گناہ گاروں کو ڈانٹ پھٹکار اور لعنت ملامت کر کے ان کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرنا، بلکہ ان کے لیے استغفار اور دعائے خیر کر کے شیطان کے خلاف ان کی مدد کرنا۔ اپنے گناہوں پر نگاہ رکھو گے، اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ کا ورد کرتے رہو گے، خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا کو سمجھو گے، یہ جانو گے کہ ہر آدمی کی زندگی نیکی اور گناہ سے بھری ہوئی ہے، اور ہر گروہ میں نیک بھی ہوتے ہیں اور بد بھی، تو تمھیں اپنے اردگرد گناہ گاروں سے اس طرح معاملہ کرنا آسان ہو گا، جس طرح اللہ اور اس کے رسول چاہتے ہیں۔ اپنی غلطیوں اور گناہوں پر جتنا الاؤنس اپنے کو دیتے ہو، اس سے زیادہ الاؤنس دوسروں کو دو۔ اپنے کو جتنا معافی کا مستحق سمجھتے ہو، اس سے زیادہ مستحق دوسروں کو سمجھو۔ جتنی سختی اپنے اوپر کرتے ہو، اس سے کم سختی دوسروں پر کرو۔ جتنے مطالبات اپنے سے کرتے ہو، اس سے کم اور نرم مطالبات دوسروں سے کرو۔ ان شاء اللہ اس روش میں بڑا خیر پاؤ گے۔

۳۰۔ صلہ رحمی، اقربا کے حقوق کی ادایگی، ان کے ساتھ حسن سلوک، میل جول، ان کو یاد رکھنا اور یاد کر لینا، ان کے لیے اپنے مال میں ایک حصہ رکھنا، یہ بہت بڑی نیکی ہے، اللہ کو بہت محبوب ہے، یہ کرنے والوں سے وہ محبت کرتا ہے۔ آغاز ہی میں، اللہ تعالیٰ نے گم راہ ہو جانے والوں کی نشانی بیان کی ہے: وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ (البقرہ ۲: ۲۷۔ اللہ نے جسے جوڑنے کا حکم دیا ہے اسے کاٹتے ہیں)۔ اس کے بعد ان کے ساتھ احسان، ان پر خرچ کرنا، پڑوسیوں میں قرابت دار پڑوسیوں (وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی) اور بے سہارا اور یتیموں میں بھی قرابت داروں کا زیادہ مستحق ہونا (یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَۃٍ)۔ جگہ جگہ اس کی تاکید کی

ہے۔ اس حد تک کہ حیرت ہوتی ہے کہ قرآن پڑھنے والا اور قرآن پر عمل کرنے کا آرزومند اس عظیم نیکی سے کیوں کر غافل ہو جاتا ہے۔ وقت میں سے' توجہ میں سے' محبت میں سے' مال میں سے بھی ان کا حصہ نکالو۔ جب اللہ مال دے' اس میں ان کا حصہ نہ بھولو۔ صلہ رحمی کرو گے تو اللہ تمھارے رزق میں اور تمھاری عمر میں برکت اور وسعت دے گا (بخاری و مسلم)۔ قیامت کے روز بھی اللہ کی رحمت کے مستحق ہو گے۔ جب اللہ تخلیق خلق سے فارغ ہو گیا' تو رحم نے ہر قطع رحمی کرنے والے سے پناہ مانگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرما دیا کہ "جو تجھے جوڑے گا (یعنی قرابت داریوں کو) اس کو میں (اپنی رحمت کے ساتھ) جوڑوں گا' جو تجھے کاٹے گا' اس کو میں اپنی رحمت سے کاٹ دوں گا (بخاری و مسلم)۔

اَلْاَقْرَبُ فَالْاَقْرَبُ کا اصول ملحوظ رکھنا' لیکن کسی کو بھولنا نہیں۔ والدین' اپنے گھر والے' اپنے بھائی بہن' اپنے چچا ماموں' پھوپھی خالہ' اسی طرح درجہ بدرجہ۔ پھر والدین کے دوست و احباب' ان کے محب و محبوب۔ پھر مہمان اور صاحب بالجنب۔ خاص طور پر حضورؐ کے اس ارشاد کو ملحوظ رکھنا کہ ان ابو البر صلة الرجل اھل ودابیه۔ سب سے بڑی نیکی اپنے باپ کے دوست اور محبوب و محب کے ساتھ تعلق رکھنا ہے۔

۱۳۔ اختلاف کو برداشت کرنا' اختلاف رائے اور تنقید سے تعلق میں فرق نہ آنے دینا' تنقید کو حلم و تحمل اور فراخ دلی و عالی حوصلگی کے ساتھ سننا' اچھی بات کو قبول کرنا' غلط بات کو نظرانداز کر دینا۔

اپنی غلطی کی ذمہ داری قبول کرنے میں کسی بزدلی کا شکار نہ ہونا' نہ کسی غلطی کے اعتراف میں بخل برتنا' نہ کسی پر تنقید و تعریض کرنے میں فیاض بننا' نہ کسی کی تعریف کرنے میں کنجوسی برتنا۔

کوئی منہ پر برا بھلا کہے تو وہ خود کو ہی برا بھلا کہہ رہا ہے' تم کیوں غصہ کرو۔ کوئی پیٹھ پیچھے برا بھلا کہے تو تمھارا کیا بگڑتا ہے۔ تم جواب نہ دو گے تو فرشتے تمھاری طرف سے جواب دیں گے۔ تم غصہ' انتقام' ذلت و عزت کے چکر میں پھنس جاؤ گے تو اور دس گناہوں میں مبتلا ہو گے۔ خاموش رہو گے' تو فرشتوں کی نصرت کے علاوہ' برا بھلا کہنے والوں کی نیکیاں بھی تمھیں ملیں گی۔ تمھیں تو' امام ابوحنیفہؒ کی طرح' اسے ہدایا بھیجنا چاہییں' کجا کہ تم غصے اور انتقام کی آگ میں خود کو جلانا شروع کر دو۔

معترضین کا جواب دینے کے چکر میں بھی نہ پڑنا' خصوصاً بر سرعام۔ ہر معترض کی بات پر ٹھنڈے دل سے غور کر لینا۔ وہ کوئی صحیح بات کہیں' تو اپنی اصلاح کر لینا۔ اگر غلط لکھا ہے تو درگزر کر دینا۔ درگزر کرنے سے تمھارا کچھ نہیں بگڑے گا' عزت میں کوئی کمی نہ آئے گی' تلخی نہ بڑھے گی' دل جیتنے کی شیرینی حصے میں آ سکتی ہے۔ لوگوں کے ساتھ اعتراض اور جواب اعتراض میں الجھنے سے زیادہ فضول اور کوئی کام نہیں۔ یہ نہ کرو گے تو وقت بچے گا۔ وہی وقت خیر اور اجر کے حصول میں لگا دینا۔

خاندان میں' گھر میں' احباب میں' پڑوس میں' کاروبار میں' دینی جماعتی زندگی میں--- ہر جگہ ان اصولوں پر عمل کرو گے تو اطمینان اور سکون کی حلاوت پاؤ گے۔ نہیں کرو گے' تو سوزش و الم میں مبتلا ہو گے۔ مخالفین کی ایذا رسانیوں کو معاف کر دینے سے زیادہ لذیذ کوئی مشغلہ نہیں۔ اور جب ہر کام اللہ کے لیے کرنا شروع کر دو گے' تو تمھیں پتا چلے گا کہ یہ تو بڑا آسان کام ہے۔

۳۲۔ اس دنیاوی زندگی میں ہمیشہ اپنی نظریں اللہ کے دین کی دعوت و اقامت کے نصب العین پر جمائے رکھنا۔ اسی کو آخر دم تک اپنا ہدف و مقصود رکھنا۔ کسی دوسرے مقصد کو اس مقصد پر اور کسی دوسری دلچسپی کو اس دلچسپی پر غالب نہ آنے دینا' خصوصاً دنیا کو۔

ایک آدمی بھی تمھاری وجہ سے ایک نیک کام کرنے لگے' اس سے بڑا صدقہ جاریہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر وہ خود ہی نہ کرے' بلکہ اس کا داعی بھی بن جائے' دوسروں کو بھی اس کام سے لگائے' تو پھر اس ثواب جاریہ میں کئی گنا اضافہ ہو جائے گا۔ یہ نیک کام اگر دعوت کا کام ہو' اقامت دین کی جدوجہد کا کام ہو' اعلائے کلمتہ اللہ کا کام ہو' اجرائے حدود الہی اور احیائے سنن نبویؐ کا کام ہو' تو پھر اَضْعَافًا مُّضَاعَفَۃً والا حال ہو گا' اور اس کے علاوہ لدینا مزید کی بشارت بھی پوری ہو گی۔ کسی نیکی کو حقیر نہ جانو' نہ کسی برائی کو کم تر سمجھو۔ اعمال کے مدارج سمجھو' اور ان کے مطابق کام کرو۔ نوافل کی کوئی مقدار بھی ایک فرض کے برابر نہیں ہو سکتی۔ سارے فرائض ادا کرنا ضروری سمجھنا۔ ان میں چوٹی کا فرض جہاد فی سبیل اللہ کا فرض ہے۔ شیطان کے اس فریب میں نہ آنا کہ بڑے بڑے منافع کو چھوڑ کر کم منافع میں مشغول ہو جاؤ۔ اس فریب میں بھی نہ آنا کہ ذرائع میں اس طرح پھنس جاؤ کہ مقصود گم ہو جائیں: یہ اسی لیے کر رہے ہیں کہ اصل مقصد کے لیے بہتر کام کر سکیں' اور اس کا وقت پھر کبھی نہیں آتا۔ اس فریب میں بھی نہ آنا کہ پہلے اپنی اصلاح کر لیں پھر یہ کام کریں گے' پہلے علم حاصل کر لیں' پہلے قول و فعل کی دو رنگی دور کر لیں' پھر کریں گے۔ یاد رکھو ایسا وقت کبھی نہ آئے گا۔ اس فریب میں بھی نہ آنا کہ اچھا' کل سے کریں گے' ذرا اس کام سے فارغ ہو لیں' پھر کریں گے' اس کی نوبت بھی کبھی نہ آئے گی۔

مایوسی کے کینسر سے اپنے آپ کو بچانا۔ آج کل کے حالات میں یہ سب سے عام مرض ہے۔ دنیا میں آگے بڑھنے کے لیے بہترین تدابیر اختیار کرنا' تمھاری عقل پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ پسپائی ہو' ہزیمت ہو' لوگ نہ مانیں' نہ ساتھ دیں' تو اس کے اسباب کا کھوج لگانا اور ان کا علاج کرنا بھی دینی ذمہ داری ہے۔ زیادہ سے زیادہ لوگ آئیں' جلد سے جلد آئیں' جلد سے جلد کامیابی ہو' دین غالب ہو' یہ آرزوئیں عین مطلوب ہیں۔ لیکن بحیثیت ایک فرد کے تو تمھاری آرزو صرف ایک ہونا چاہیے: وہ یہ کہ تم کوشش کا حق ادا کر دو

اور جنت کے مستحق ٹھیرو۔ تمھیں اس کے علاوہ اور کچھ مطلوب نہ ہونا چاہیے۔

راہ خدا میں جدوجہد کے ساتھ ساتھ' اپنے دل کو شہادت کی آرزو سے بھی آباد و شاداب رکھنا۔ جب تک اللہ تعالیٰ سرشار کر کے شہادت دینے کی منزل اور توفیق سے سرفراز نہ کرے' اس وقت تک مال سے' عمل سے' دعوت سے' تقریر سے' تحریر سے شہادت میں کوتاہی نہ کرنا' اس شہادت میں اپنا حصہ نہ کھونا۔

۳۳۔ راہ خدا میں جدوجہد کے لیے جماعتی زندگی ناگزیر ہے۔ اپنی اصلاح و تربیت کے لیے بھی' راہ خدا میں اپنی استقامت کے لیے بھی۔ جماعتی زندگی کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔ نہ جماعتی زندگی کے اصول و آداب کا' جن سے نہ صرف جماعت مضبوط ہوتی ہے' تم بھی جماعت سے بہت کچھ حاصل کرو گے۔ مقصد سے وابستگی' انسانوں کو جوڑنا' اور ان کی ساتھ جڑے رہنا' سمع و طاعت اور ان کی حدود و آداب' مشورے کے اصول' پابندی وقت' ادائیگی ذمہ داری' نصیحت و خیرخواہی---- یہ تو صرف چند ثمرات ہیں۔

جماعتی زندگی میں ایسے مراحل بھی آتے ہیں کہ مایوسی کی کیفیت ہوتی ہے۔ اگر کبھی ایسا ہو تو جماعت کا دامن نہ چھوڑنا۔ اللہ نے وقت دیا' اور لکھنے کی توفیق ملی' تو میں اپنی کہانی یا اپنی ڈائری لکھ کر جاؤں گا۔ اس سے تمھیں معلوم ہو گا کہ ۱۹۷۰ کے بعد اختلاف' مایوسی اور اس میں روز افزوں اضافہ کے باوجود میں نے کس طرح وفاداری اور استقامت کے ساتھ عہد وفا کو وفا کرنے کے تقاضے نبھائے۔ بعض تو اختلاف اور مایوسی کی پہلی ہی آنچ میں پگھل گئے۔

۳۴۔ اپنی زندگی میں اقامت دین کرتے ہوئے' یا دوسروں کی زندگی اور معاشرے میں یہ فریضہ ادا کرتے ہوئے' حکمت کی دولت سے کبھی لاپروائی نہ برتنا۔ اس ضمن میں حکمت دین کے موضوع پر میں اپنی تقریر اور اکتوبر تا دسمبر ۱۹۹۶ کے "ترجمان القرآن" کے اشارات خاص طور پر پڑھنے کی تاکید کروں گا۔ اس حکمت میں تَیسِیر و تدریج کا اصول' تَعَمُّق و تشدد سے اجتناب' دونوں کی پابندی بہت اہم ہے۔ جزئی و فروعی مسائل میں دار و گیر اور بحث و مباحثہ سے اجتناب کرنا۔ عامتہ الناس سے غیر ضروری کشمکش اور ناراضی ہرگز مول نہ لینا۔ ان کی مختلف آرا یا غلطیوں کی بھی اچھی تاویل کرنا۔ ان کی راہ سے نہ ہٹنا' الا یہ کہ معصیت الٰہی صادر ہو رہی ہو۔ حرام حلال کا لفظ استعمال کرنے میں شدید احتیاط برتنا' بلکہ حتی الوسع اجتناب ہی کرنا کہ سلف کا طریقہ یہی تھا۔

۳۵۔ گھر' اپنا گھر' تمھارے اختیار میں ہے۔ اس گھر میں اللہ کے کلمہ کو غالب رکھنا' اللہ کی حکومت

قائم کرنا' اسے اللہ کی مرضی کے مطابق بنانا اور چلانا تمھارا سب سے بڑا اور اہم کام ہونا چاہیے۔ اپنی ذات کے بعد' تم سے انھی چیزوں کے بارے میں سوال اور مواخذہ ہو گا' جو تمھارے اختیار میں ہیں۔ ان میں سب سے اہم تمھارا گھر ہے۔ گھر کی اصلاح تمھاری ذات کی اصلاح پر منحصر ہے اور تمھاری ذاتی اصلاح گھر کی اصلاح پر۔ گھر اللہ کی مرضی کے مطابق چلے گا' تو تمھیں اطمینان و سکون کی بیش بہا دولت نصیب ہو گی۔ آج کوئی گھر باہر سے آنے والے اثرات سے محفوظ نہیں ہو سکتا۔ پھر بھی تمھاری کوششوں سے بہت کچھ ہو سکتا ہے۔

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (التحریم ۶۶:۶) - (بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے) گھر کی زندگی کے لیے رہنما اصول ہو۔ گھر چلانے اور گھر میں باہمی تعلقات میں یہی روح جاری و ساری اور کارفرما ہو۔ گھر کا سازوسامان ہو' گھر کا کھانا پینا ہو' بچوں کی تعلیم ہو' ان کی تربیت ہو' ان کے شوق ہوں' ان کا مستقبل ہو' میاں بیوی کا تعلق ہو' بچوں کے ساتھ برتاؤ ہو' ملازموں کے ساتھ سلوک ہو' --- یہی پیش نظر رکھنا کہ کوئی بات ایسی نہ ہو جو اللہ کی آگ کا مستحق بنائے۔ جتنا تم اس پر نظر رکھو گے' اس کا اہتمام رکھو گے' اتنا گھر کی زندگی جنت بنے گی' اور جنت کے حصول کا ذریعہ ثابت ہو گی۔

اس کے یہ معنی نہیں کہ آگ کا سوچتے رہنے سے گھر دنیا کے مزوں اور تفریحوں سے خالی ہو جائے گا۔ نہیں' بلکہ اس کے باوجود دل جوئی اور مودت بھی ہو گی' باہمی پیار بھی ہو گا' عفو و درگزر بھی ہو گا' حلال و طیب سے لذت اندوزی بھی ہو گی' مناسب سامان زینت بھی ہو گا--- اس لیے کہ یہ سب اللہ کی آگ سے بچنے کے لیے ضروری ہے۔

کوئی دو انسان ایک جیسے نہیں ہوتے۔ جب ایک جگہ ہر دم رہنا ہو تو کھٹ پٹ' ناراضی اور اختلاف سے مفر نہیں۔ لیکن شوہر یہ یاد رکھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیسے شوہر تھے' آپؐ نے اس بارے میں کیا ہدایات دی ہیں۔ عورتوں کی دل جوئی کو ان کا حق قرار دیا ہے۔ سفر میں جاتے تو کسی کو ساتھ لے جاتے۔ روزانہ ان کے ساتھ وقت گزارنے کا اہتمام کرتے۔ ان کے ہنسی مذاق میں شریک ہوتے۔ ان کو تفریح بھی کراتے۔ ان کے ساتھ دوڑ بھی لگائی۔ اور فرمایا: ایمان میں کامل وہ ہیں جو اخلاق کا حسن رکھتے ہیں' اور تم میں سب سے اچھے وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے لیے اچھے ہیں (ترمذی)۔

شوہروں نے عورتوں کی تادیب کی تو حضورؐ کی ازواج کے پاس کثرت سے عورتیں شکایت لے کر پہنچ گئیں۔ آپؐ نے فرمایا: کثرت سے عورتیں اپنے شوہروں کی شکایت کرنے میری بیویوں کے پاس آئی ہیں۔ ایسے لوگ تم میں اچھے لوگ نہیں ہیں۔ فرمایا: عورتوں سے نرمی اور خیر کا برتاؤ کرو۔ فرمایا: کوئی مومن مرد کسی مومن عورت کو ناپسند نہ کرے۔ اگر اس کی کوئی عادت ناگوار ہے' تو کوئی دوسری ایسی بھی ہو گی جو اسے

اچھی لگے (اور یہی معاملہ مردوں کے حوالے سے عورتوں کے لیے بھی ہے)۔

شکستہ توقعات اور کسرو انکسار پر آمادہ نہ ہونا' یہی تعلقات کی خرابی کی اصل وجوہ ہیں۔

بچوں کی عزت نفس کا خیال رکھنا' لیکن ان کی تربیت میں کوئی کمی نہ کرنا۔ یاد رکھنا کہ بچوں سے بڑھ کر دو رنگی کو پہچاننے والا اور کوئی نہیں ہوتا۔ اس لیے گھر میں تم اور کچھ کرو نہ کرو' قول و فعل کی دو رنگی سے خود کو ضرور بچانا۔

بچوں کو آداب کی تعلیم ضرور دینا۔ سلام و ملاقات کے' بڑوں کی خدمت و احترام کے' گفتگو کے' مہمانوں کی میزبانی کے' کھانے پینے کے' اور ایسے ہی دیگر آداب۔

میری تمنا تھی کہ تمھارے بچے پہلے قرآن ختم کریں۔ قرآن سے محبت اور تعلق ان کے دلوں میں بیٹھ جائے۔ وہ انگریزی اسکولوں میں نہ جائیں۔ اس عمر میں ان کے حافظوں کی لوحوں پر بابا بلیک شیپ کے گانے نہ کندہ ہوں' قرآن کی آیات' حضورؐ کے ارشادات' نعتیں' اقبال و حالی جیسے شاعروں کا کلام' دینی ادب کے شہ پارے نقش ہوں۔ یہ سب تو نہ ہو سکا۔ بس اب کم سے کم قرآن اور دینی ادب کی تعلیم جتنی دے سکو' اور اس طرح دے سکو کہ ان کی اہمیت اور محبت بھی دل میں بیٹھتی جائے تو میری روح کو بہت خوشی ہو گی۔

میں ٹی وی کے حرام ہونے کا فتویٰ نہیں دیتا۔ لیکن خدا کے لیے اپنے گھروں کو اس لعنت اور گندگی سے پاک رکھنا' فحش و عریاں تصاویر اور رسالوں اور کتابوں سے بھی۔ گھر کی فضا کو جتنا پاکیزہ بنا سکو اور رکھ سکو اتنا ضرور بنانا اور رکھنا۔

گھر میں باقاعدہ اجتماع ہو سکے تو اچھا ہے' لیکن روز مرہ کے معمولات میں اللہ کی یاد اور بھلائیوں کی تلقین اور برائیوں سے اجتناب کی نصیحت کو ضرور سمونا۔ جہاد اور شہادت کے قصے بھی سنانا۔

۳۶۔ جن جن باتوں کی میں نے وصیت کی ہے' ان پر عمل کرنے کے لیے تمھیں قوت و استعداد کی ضرورت ہو گی۔ اس قوت کا سرچشمہ یہ یقین' اس بات کا دھڑکا' اور اس وقت کی تیاری ہے کہ ـــــ اللہ کے پاس جانا ہے' اس سے ملاقات کرنا ہے' اصل کامیابی وہیں کی کامیابی ہے' اصل زندگی وہی ہے۔ تم کو ایک دفعہ اس بات کا فیصلہ کرنا ہے' کرنا چاہیے' اور جتنا جلد کر لو اتنا اچھا ہے کہ تمھیں ہر کام اسی لیے کرنا ہے' لمحہ اسی طرح گزارنا ہے' ہر پیسہ اسی لیے خرچ کرنا ہے' ہر تعلق اسی طرح کرنا ہے کہ وہ آخرت میں تمھارے کام آئے۔ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ (الحشر ۵۹-۱۸۔ اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لیے کیا سامان کیا ہے) "اکثر لوگ دو کشتیوں میں سوار ہو کر چلنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں' دونوں ہی میں نقصان اٹھاتے ہیں۔ تم فیصلہ کر لو کہ تمھیں دنیا کی پوری زندگی سے آخرت اور صرف آخرت کمانا ہے۔

دنیا کمانا ہے تو وہ بھی اسی لیے کہ اس سے آخرت کمانا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّھُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّھِمْ وَاَنَّھُمْ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ (البقرہ ۲:۴۶۔ جو سمجھتے ہیں کہ آخرکار انھیں اپنے رب سے ملنا اور اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے) میں تم شامل ہو جاؤ گے، تمھیں خشوع حاصل ہوگا (خشوع نہ ہو تو علم کی بڑی سے بڑی مقدار بے کار ہے)، خشوع حاصل ہوگا تو صبر اور صلوٰۃ کی راہ آسان ہو گی، اور یہ دونوں ہی دین اور دنیا کی تمام بھلائیوں کی کنجیاں ہیں۔

تقویٰ جو کامیاب زندگی کا عنوان ہے، اس کا راز بھی اسی فیصلے، اور اس پر استقامت میں پوشیدہ ہے کہ آخرت مطلوب ہے۔ دنیا کی ہر دلچسپی اور ہر شغل سے آخرت ہی کمانا ہے۔ اسی کو ہروقت نگاہ میں رکھنا۔ پھر تقویٰ حاصل ہوگا، آسمان و زمین سے برکتیں نازل ہوں گی، ہر مخمصے سے نجات کا راستہ ملے گا، رزق اس طرح اور ایسے ذرائع سے ملے گا کہ وہم و گمان میں نہ ہوگا، ہر کام میں آسانی ہوگی، اور تم جنت کے وارث ہو گے۔ اس مقصد کے لیے موت اور منازل آخرت کو کثرت سے یاد کرنا۔

۳۷۔ آخرت کے لیے ارادہ، اس کو ہدف و مقصود بنانا، اور اس کے لیے سعی جیسا کہ اس ارادہ کا حق ہے۔ یہ اسی وقت حاصل ہو گا جب تم ایمان بالغیب کی نعمت حاصل کرو گے۔ اللہ ہو یا آخرت، دونوں ہی غیب میں ہیں۔ وہ حقیقتیں جو حواس کی گرفت سے باہر ہیں، بصارت و بصیرت سے پوشیدہ ہیں، ان پر ایمان و یقین سے ہی تمھارا ارادۂ آخرت اور اس کی کوشش میں استحکام و قوت حاصل ہو گی۔ جنت اور دوزخ تمھارے سامنے نہیں، اس کے بغیر ہی ایک کی طلب و لالچ اور دوسری کی نفرت و خوف تمھیں حاصل ہو۔ رحمٰن کو بھی تم نے دیکھا نہیں لیکن اس پر بھی ایمان رکھو اور اس کی خشیت اپنے دل میں پیدا کرو۔

۳۸۔ ایمان کی حلاوت پانے کے لیے اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کو دل میں بساؤ۔ ان سے محبت ہو گی تو ایمان رگ رگ میں اتر جائے گا، دل کی گہرائیوں میں جگہ بنائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ۔ (البقرہ ۲:۱۶۵۔ اور جو لوگ ایمان لائے ہیں سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں)۔

اللہ کے رسولؐ نے فرمایا ہے: تم حقیقی معنوں میں پوری طرح مومن نہیں ہو سکتے جب تک میں تمھیں دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔

اس محبت کی معرفت کوئی مشکل کام نہیں۔ تم میں سے ہر ایک محبت کے مزے سے آشنا ہے۔ اس سے قرب کے لیے بے تابی، اس کا نام لینے میں لذت، اس کے ذکر اور بار بار ذکر کی خواہش، اس کی محبت کی جستجو، اس کی ناراضی کا خوف--- بس یہ دیکھتے رہو کہ یہ کتنا حاصل ہے۔ دل میں جھانک کر دیکھو، کہ وہاں

اللہ کا کیا مقام ہے۔ بس وہی مقام تمہارا اللہ کے ہاں ہو گا۔

اس محبت کے حصول کا نسخہ بھی بہت آسان ہے۔ رسول اللہؐ کا اتباع' آپؐ کے نقش قدم پر چلنا' آپؐ کی طرح زندگی بسر کرنا' آپؐ کے رنگ میں رنگنا' انھی مقاصد کا محبوب ہونا جو آپؐ کو محبوب تھے' انھی راہوں پر چلنا جو آپؐ کو محبوب تھیں' قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران ۳:۳۱۔ اے نبیؐ لوگوں سے کہہ دو' اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو' تو میری پیروی اختیار کرو' اللہ تم سے محبت کرے گا)۔

اس کے لیے دعا بھی مانگتے رہو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُنِیْ حُبَّكَ۔ (اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور اس کی محبت مانگتا ہوں جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور ہر اس عمل کی محبت مانگتا ہوں جو مجھے تیری محبت سے قریب لے آئے)۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ اُحِبُّكَ بِقَلْبِیْ كُلِّهٖ وَاُرْضِیْكَ بِجَهْدِیْ كُلِّهٖ۔ (اے اللہ' مجھے میرے پورے دل سے اپنے سے محبت کرنے والا بنا دے اور میں اپنی ساری کوشش تجھے راضی کرنے میں لگا دوں)۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّ قَلْبِیْ لَكَ كُلَّهٗ' وَسَعْیْ كُلَّهٗ فِیْ مَرْضَاتِكَ۔ (اے اللہ' میرے دل کی ساری محبت اپنے لیے کر دے' اور میری ساری کوششیں تیری رضا کے لیے ہوں)۔

اللہ کی نعمتوں کو کثرت سے یاد کرو' اس کے احسانات کو یاد کرو' ان کا تذکرہ کرو' جتنا کر سکو۔ ہر قسم کی نعمتیں' عام بھی اور خاص بھی' معنوی و روحانی بھی اور مادی بھی' چھوٹی بھی اور بڑی بھی' ان سب کا تذکرہ کرو۔

۳۹۔ کتنی بھی کوشش کرو' یہ یاد رکھنا کہ گناہوں سے بچنا ممکن نہیں۔ كُلُّكُمْ مُذْنِبٌ كُلُّكُمْ خَطَّاؤُنَ (تم سب گناہ گار ہو' تم سب خطاکار ہو)۔ اگر تم گناہ نہ کرتے' اللہ دوسری مخلوق پیدا کرتا' ان کو اختیار کی آزادی دیتا' وہ گناہ کرتے' استغفار کرتے' پھر وہ ان کو معاف کر دیتا۔ اس لیے اپنے گناہوں سے ہمت نہ ہارنا' حوصلہ نہ کھونا' مایوسی کے پھندے میں نہ پھنسنا' استغفار کرنا' اور اپنے رب کی راہ پر چلتے رہنا۔

اس کا دست کرم ہر وقت پھیلا ہوا ہے۔ وہ خود بلاتا ہے کہ آؤ اور گناہ بخشواؤ۔ یَدْعُوْكُمْ لِیَغْفِرَ لَكُمْ صبح کو بلاتا ہے کہ رات کے گناہ گار آئیں' شام کو ہاتھ پھیلاتا ہے کہ دن کے گناہ گار آئیں' استغفار کریں تا کہ وہ ان کو بخش دے۔

استغفار میں جلدی کرنا۔ گناہ ہوتے ہی ہاتھ پھیلا دینا' دل پر سے داغ دھل جائے گا اور وہ چمک اٹھے گا۔ اندھیرا چھٹ جائے گا' روشنی ہو جائے گی۔ جو ایمان دل سے نکل گیا ہو گا' وہ واپس آ جائے گا۔ ان

چیزوں میں دیر نہ لگنا چاہیے۔

کثرت سے استغفار کرنا۔ حضورؐ ایک دن میں ۱۰۰ مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتے تھے۔ ایک ہی گناہ بار بار سرزد ہو، بار بار استغفار کرنا۔ گناہ کا بار بار ہونا تمھیں استغفار سے عاجز نہ کرے۔ بار بار گناہ کرنا اور بار بار استغفار کرنا، گناہ پر اصرار کی تعریف میں نہیں آتا۔ گناہ ڈھٹائی سے کرنا، اس کے بعد نادم نہ ہونا، اس کے لیے تاویل کرنا، جواز فراہم کرنا، یہ چیزیں اصرار کی تعریف میں آتی ہیں۔ ان سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

گناہ کے بعد آنسو بہالینا۔ اس میں کمی نہ کرنا۔ کچھ تلافی اور کفارہ بھی اپنے اوپر عائد کرنا، کچھ صدقہ مال کا، کسی کے لیے عفو و درگزر، کچھ رکعات نماز کی۔

توبہ اور استغفار میں جلدی کرنا چاہیے، اس کا دروازہ ہروقت کھلا ہے۔ لیکن اس کا بہترین وقت فجر سے قبل سحر کا ہے۔ چند لحات کے لیے ہی توفیق ہو، پیشانی ٹیک کر، آنسو بہا کر استغفار کرنا، ضرور کرنا۔

بندوں کے حقوق کے باب میں گناہ ہو تو ندامت اور استغفار کے ساتھ حقوق کی ادائیگی، نقصان کی تلافی اور معافی بھی ضروری ہے۔

استغفار سے نہ صرف اس مغفرت کا دروازہ کھلے گا جو جنت میں داخلہ کے لیے ضروری ہے۔ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ (آل عمران ۳:۱۳۳۔ دوڑ کر چلو اس راہ پر جو تمھارے رب کی بخشش اور اس کی جنت کی طرف جاتی ہے، جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے)، بلکہ دنیاوی خوش حالی، مسائل کا حل اور تنگی میں فراخی نصیب ہوگی۔

۴۰۔ آخری بات یہ کہوں گا کہ جو کچھ اللہ کی رحمت ملے گی، مغفرت ملے گی، نعمت ملے گی، ابدی راحت ملے گی، رب کی خوشنودی ملے گی، وہ تمھاری اپنی کوشش سے ملے گی، اپنی محنت سے ملے گی، کچھ کرنے سے ملے گی۔ جو انعام ہے وہ محنت کا، عمل کا، سعی کا ہے۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (السجدہ ۳۲:۱۷۔ پھر جیسا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے اعمال کی جزا میں ان کے لیے چھپا رکھا گیا ہے اس کی کسی متنفس کو خبر نہیں ہے)۔ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (النجم ۵۳:۳۹۔ اور یہ کہ انسان کے لیے کچھ نہیں ہے، مگر وہ جس کی اس نے سعی کی ہے)، وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى (النجم ۵۳:۴۱۔ پھر اس کی پوری جزا اسے دی جائے گی ۔

زندگی، سب سے قیمتی چیز ہے۔ تم اس کی ذمہ داری سنبھالو، جس طرح دکان دار اپنی دکان کی، تاجر اپنی تجارت کی اور کسان اپنے کھیت کی ذمہ داری سنبھالتا ہے۔ باگ اپنے ہاتھ میں لو، مال فراہم کرو، بیج ڈالو، صبح وقت پر دکان کھولو، شام کو وقت پر بند کرو، روز کا حساب کرلو۔ جب تم خود کو اور اپنی زندگی کو بنا سنوارنے کے لیے آگے بڑھو گے، اس کی دھن تم پر سوار ہو جائے گی، اسی کے لیے کام کرو گے، تو اللہ تعالیٰ خود

تمھارے لیے ترقی کی راہیں کھولتا جائے گا، یہ اس کا وعدہ ہے، وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت ۲۹:۶۹۔ جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کریں گے انھیں ہم اپنے راستے دکھائیں گے)۔

اس کو دو ہی چیزیں مطلوب ہیں: ایک، ارادہ، دوسرے، سعی و کوشش۔ دونوں ایمان کے ساتھ۔ پھر اس کی طرف سے قدر دانی اور اکرام میں کمی نہ پاؤ گے، وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا (بنی اسرائیل ۱۷:۱۹۔ اور جو آخرت کا خواہش مند ہو اور اس کے لیے سعی کرے جیسی کہ اس کے لیے سعی کرنی چاہیے، اور ہو وہ مومن، تو ایسے ہر شخص کی سعی مشکور ہو گی)۔

اپنے اعمال سے ڈرتے رہو، اللہ سے خشیت اختیار کرو، جو رحمان و رحیم ہے۔ مگر اس کی رحمت اور وعدوں کی سچائی پر یقین رکھو۔ اس سے امیدیں لگائے رکھو۔ خوف اور لالچ کی ساتھ اسے پکارو۔ اور اس بات کا ورد کرتے رہو: كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا۔

اپنے مستقبل کے بارے میں سوچتا ہوں تو امید و بیم کی کیفیت ہے، خوف غالب ہے۔ اللہ سے کوئی بعید نہیں کہ آخر وقت آنے تک امید غالب ہو جائے۔ اپنی بداعمالیوں پر افسوس اور ندامت ہے، شرمندگی ہے۔ السابقون اور المقربون کا ذکر پڑھتا ہوں تو ایک ہوک سی سینے میں اٹھتی ہے۔ کچھ ایسا مشکل بھی نہ تھا، وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ۔ (ق ۵۰:۳۱۔ جنت متقین کے قریب لے آئی جائے گی، کچھ بھی دور نہ ہو گی) لیکن سب مواقع ضائع کر دیے۔ بلاوجہ گناہوں کا بوجھ لادا۔ ایسے گناہ کہ سوائے بربادی کے کچھ نصیب نہ ہو۔ یہ لالچ تو ترک کرنا مشکل ہے کہ وہاں پر مقربین و سابقین کے ساتھ الحاق ہو، لیکن یہ ایک محال خواب و خیال لگتا ہے۔ پھر اصحاب یمین کا سوچتا ہوں، جن کے نیک اعمال زیادہ وزنی ہوں گے، سلامتی ان کا مقدر ہو گی۔ برے اعمال بھی لائیں گے۔ دونوں پلڑوں پر نظر ڈالتا ہوں، تو یہاں بھی امید نہیں بندھتی کہ ان کے زمرے میں شامل ہونے کا مستحق بن سکا ہوں۔ یہ تو بہت ہی آسان تھا۔ پھر اصحاب شمال، اصحاب جہنم کا ذکر پڑھتا ہوں تو بھی یقین نہیں آتا کہ اتنا برا ہوں کہ ان میں شامل ہو جاؤں گا۔ پھر کیا ہو گا؟ کن کے زمرے میں شامل ہوں گا؟ تو اپنا حال ایسا لگتا ہے کہ اٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا، عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (التوبہ ۹:۱۰۲۔ کچھ اور لوگ ہیں جنھوں نے اپنے قصوروں کا اعتراف کر لیا ہے۔ ان کا عمل مخلوط ہے، کچھ نیک ہے اور کچھ بد۔ بعید نہیں کہ اللہ ان پر پھر مہربان ہو جائے کیونکہ وہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے)۔ عمل صالح بھی ہیں، گناہ بھی ہیں، خلط ملط ہیں، کچھ پتا نہیں کہ کس کا پلڑا بھاری ہے، دونوں ہی بہت زیادہ ہیں۔ اپنے گناہوں کا اعتراف بھی ہے۔ ان کا بھی جن کو جانتا ہوں، ان کا بھی جن کو نہیں جانتا۔ جس دن سب دیکھ کر فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ کی کیفیت اس حسرت کے ساتھ آئے گی کہ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ، اس سے پہلے ہی یہیں سب کا اعتراف

ہے، اقرار ہے۔ روز کہنے کی کوشش کرتا ہوں اَلْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِیْ اِلَیْکَ۔ لَوْ کُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ کی حسرت کے آنسو بھی آج ہی حاضر ہیں۔ اس لیے امید بندھتی ہے۔

غفور و رحیم نظرِ کرم فرمائے، توجہ فرمائے، آغوشِ رحمت کو وا کرے، اعمال نامہ بر سرِ عام نہ دے، اسے نشر نہ کرے، پردے کا معاملہ پردے ہی میں رہے، لوگوں کے حسنِ ظن ہی کا خیال رکھ لے کہ اتنے بندوں کا حسنِ ظن غلط نہ ثابت ہو، اور مغفرت و رحمت سے ڈھانپ لے۔ اس رحمت کے علاوہ تو کسی کا بھی کوئی سہارا نہیں۔ جو مقرب ترین تھے وہ بھی کہہ گئے کہ الا ان یتغمدنی رحمة۔ اور کوئی آسرا نہیں۔ تین دفعہ پڑھتا ہوں اور کان لگے رہتے ہیں کہ کوئی صدائے دل نواز آئے: اٹھ، تیرے گناہ معاف کر دیے گئے۔

اِنَّ مَغْفِرَتَکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتَکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ (بے شک تیری مغفرت میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور مجھے تیری رحمت کا آسرا ہے، نہ کہ اپنے عمل کا)۔

کئی دفعہ مدینہ منورہ میں حاضری کے موقع پر چشمِ تصور اسی نظارہ کی دید کی آرزو میں بھی ہے، اور درود پڑھتے ہوئے، بہ پائے خواجہ چشماں را بمالیم، سوچتے ہوئے اسی وعدے کی تکمیل کی آرزو سینے میں رہی:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ (النساء ۴:۶۴۔ اگر انھوں نے یہ کیا ہوتا کہ جب یہ اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھے تھے تو تمھارے پاس آجاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسولؐ بھی ان کے لیے معافی کی درخواست کرتا تو یقیناً اللہ کو بخشنے والا رحم کرنے والا پاتے)۔

بس حسرت اور آرزو، آرزو اور حسرت ـــــ یہی حاصلِ زندگی ہے۔

ان مراحل میں تم سب کا عمل، ان خیر کی باتوں پر جو میں نے یہاں جمع کر دی ہیں، یا جو کبھی بیان کی ہیں، لکھی ہیں، میرے لیے سب سے قیمتی ہدیہ ہوگا، میری سب سے بڑی خدمت ہوگی، میرے ساتھ سب سے بڑا تعلق ہوگا، اور اس کے لیے میں تمھارا سب سے بڑھ کر احسان مند ہوں گا۔

اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ۔ اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ۔

(میں تمھیں اللہ سے تقویٰ کی نصیحت کرتا ہوں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم سے پہلے جن کو کتاب دی تھی انھیں بھی یہی ہدایت کی تھی اور اب تم کو بھی یہی ہدایت کرتے ہیں کہ اللہ سے تقویٰ اختیار کرو (النساء ۴:۱۳۱۔ اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو (آل عمران ۳:۱۰۲۔ میں تمھارا دین اور تمھارے اعمال کے انجام، اللہ کے سپرد کرتا ہوں)

خرم ـ ۶ فروری ۹۶